خطبہ نمبر ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطباتِ جمعہ

موضوع: معراجِ مصطفی ﷺ

مرتب: مولانا محمد اکبر علی قادری

باگی، کالپی، جالون (یو.پی.)

پیش کش: روشن مستقبل دھلی

Facebook: maqalat (page)

Whatsapp +91 9039778692

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى ۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهٖ مَا أَوْحَى،

والصلوۃ والسلام علی حبیبه الاعلیٰ و علی آله التقی و اصحابه نجوم الاهتدا واولیاء امته وعلماء ملته اهل الصدق والصفا وعلی جمیع المومنین والمومنات فی الوری۔

اما بعد،

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (سورۃ الإسراء، آیۃ 1)

صدق الله العلی العظیم۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

عشق را از تیغ و خنجر باک نیست
اصل عشق از آب و باد و خاک نیست (اقبال)

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

اُتار کر ان کے رخ کا صدقہ وہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کر قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

محترم حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

ہم عموماً اپنے خطاب کی شروعات اور ملاقات کے وقت سلام سے کرتے ہیں. سلام کی اہمیت پر دو احادیث کریمہ سماعت فرمالیجیے، جن سے اندازہ ہوگا کہ سلام کرنے میں کس قدر خیر وبرکت، محبت ومؤدت ہے اور کس قدر ثواب کا وعدہ اللہ عزوجل کے مقدس رسول ﷺ نے فرمایاہے۔ہمارے گھروں میں دولت آرہی ہے لیکن محبت رخصت ہوتی جارہی ہے۔۔۔اور سلام ایسامفید عمل ہے جس کی برکت سے مال،اولاد اور محبت سب میں اضافہ ہوتا ہے۔حدیث پاک میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ»(ترمذی شریف2698)

خادم رسولِ مقبول ﷺ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ مجھ سے میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹے جب بھی گھر میں داخل ہوا کر، یاگھر والوں سے مل، تو سلام کیا کر۔یہ سلام کرنا تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے خیر وبرکت کا سبب ہوگا۔

اور ایک مقام پر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَشْرٌ» ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عِشْرُونَ» . ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثَلَاثُونَ»(ترمذی شریف2689)

سیدنا حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر، السلام علیکم، کہا۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا (اس کے لیے)دس نیکیاں ہیں۔ اس کے بعد دوسرا شخص حاضر بارگاہ ہوا۔ اُس نے سلام کرتے ہوئے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کہا۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا (اس کے لیے) بیس نیکیاں ہیں۔ پھر اس کے بعد ایک اور صاحب حاضر ہوئے اور انہوں نے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،کے ذریعے سلام پیش کیا۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا (اس کے لیے) تیس نیکیاں ہیں۔

آپ نے سنا کہ سلام کرنے میں ہمارا کتنا فائدہ ہے۔ اب عادت بنالیں کہ جب بھی کسی مسلمان سے ملاقات کریں گے تو سلام ضرور کیا کریں گے۔

آیئے ہم سب اپنی اور پوری کائنات کے آقا و مولیٰ حضور سرورِ کونین ﷺ اور آپ ﷺ کی آل و اصحاب کی مقدس بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کریں: اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد طب القلوب ودوائها وعافية الابدان وشفائها ونور الابصار وضيائها وعلى آله واصحابه اجمعين، برحمتك يا ارحم الراحمين۔

آپ حضرات درودِ مقدس کی فضیلت میں، ایک حدیث پاک سن لیجیے، امید ہے کہ آپ عشق و محبت میں ڈوب کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے درود پاک پڑھیں گے۔

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ»

(سنن الکبری للنسائی، ۱۰۱۲۲)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، نامۂ اعمال سے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور دس درجات بلند فرمادیتا ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے میں کم از کم

تیس فائدے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوں گی، دس گناہ کم ہوں گے اور دس درجات بلند ہوں گے۔ لہٰذا ایک مرتبہ اور جی لگا کر درود پاک کی تلاوت فرمالیجیے۔

محترم حضرات! آج میری گفتگو کا عنوان 'معراجِ مصطفے ﷺ' ہے۔ میں آپ حضرات کو افلاک کے خرق والتیام، کرۂ نار و زمہریر کی فلسفیانہ بحثوں میں نہ اُلجھا کر آسان جملوں میں قرآن و احادیث کے مطابق اس مبارک و مسعود سفر کے کچھ گوشے آپ حضرات کی سماعتوں کے ذریعے دل میں اُتارنے کی کوشش کروں گا۔ کیونکہ میں تو اپنا عقیدہ بشکل شعر اس طرح ظاہر کر چکا ہوں۔

اسے تو زَمہَریر و نار کے طبقے بھی کیوں روکیں

جسے میرے خدا نے عرش سے آگے بلایا ہے

آگ میں گرمی، برف میں ٹھنڈک، دھوپ میں تپش، پتھر میں سختی پیدا فرمانے والا اللہ جل شانہ ہی ہے۔ وہ چاہے تو آگ میں ٹھنڈک، برف میں گرمی، دھوپ میں سردی پیدا فرمادے۔ جب اسی نے اپنے محبوب ﷺ کو ان سب کے درمیان سے گزارا تو نقصان پہنچانے کی ہمت کس میں ہے۔ لہٰذا اس قسم کی بحثوں میں پڑنا ہی فضول ہے۔ بحث وہ کرے جو اللہ جل شانہ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا منکر ہو۔

لہٰذا اہم بات کرتے ہیں معراج شریف کے متعلق۔ نبوت کے بارھویں سال حضور اقدس سید عالم ﷺ کاشانۂ اقدس میں آرام فرما تھے۔ سیدنا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام چھت کھول کر تشریف فرما ہوئے۔ فرشتوں کی بڑی جماعت کے جلو میں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ مسجد حرام شریف میں لائے اور سینہ مبارکہ کھول کر قلبِ اطہر و اقدس کو نکالا اور حکمت و انوار سے معمور فرما کر اپنی جگہ رکھ کر ہاتھ پھیرا تو سینہ مبارک جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ قدرتِ الٰہیہ سے سارے عمل میں آپ ﷺ کو کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کا شقِ صدر چار مرتبہ کیا گیا۔ پہلی مرتبہ لڑکپن میں اُس وقت عمر شریف تقریباً چار برس تھی، قبیلہ سعد کے علاقے میں۔ دوسری مرتبہ قریب البلوغ تقریباً دس برس کی عمر شریف میں۔ تیسری

مرتبہ نزولِ وحی سے قبل غارِ حرامیں اعتکاف کے زمانے میں۔چوتھی مرتبہ سفرِ معراج سے پہلے مسجد حرام شریف میں۔ اور ہر مرتبہ حکمت وانوارِ ربانیہ سے معمور کیا گیا۔

(مرأة المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ،مصنفہ حضرت مفتی محمد احمد یارخان صاحب نعیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و، سیرۃ المصطفے مصنف حضرت علامہ عبدالمصطفے اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

سفرِ معراج سے پہلے ہونے والے شقِ صدر کے متعلق آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ، يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ،

(مسلم شریف 263)

سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکہ مکرمہ میں اپنے کا شانۂ اقدس میں آرام فرمارہا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میری خواب گاہ کی چھت سے راستہ بناکر میرے پاس آئے۔ پھر مسجد حرام لے گئے، میرا شرح صدر فرماکر دل نکالا، آبِ زمزم سے غسل دے کر اپنی جگہ رکھ دیا۔ پھر ایک سونے کا طشت جو کہ ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا، پورا کا پورا میرے سینے میں انڈیل دیا، پھر سینہ بند کر دیا۔

مقام غور ہے، جس مقدس ہستی کے سینہ و قلبِ اقدس کو شق کر کے چار مرتبہ انوارِ الٰہیہ بھرے گئے ہوں اس کے علم و پاکیزگی کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے۔

کیا چھپے گا عالم میں ایسی ذات سے جس نے

چشم سر سے جی بھر کے جلوۂ خدا دیکھا

میرے دینی وایمانی بھائیو۔یہ ایسا مبارک ومقدس سفر ہے کہ اس کی برکتوں سے ہم نماز جیسی نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ اُمم سابقہ میں کوئی فجر یا ظہر ادا کرتا تھا تو کوئی صرف عصر و مغرب یا عشاء۔

ملائکہ میں کوئی جماعت جب سے پیدا ہوئی صرف حالتِ قیام یا رکوع میں ہے تو کوئی قعود یا سجود میں ۔ ہر ایک کو قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعود وغیرہ سبھی ادا کرنے کی سعادت نہیں دی گئی۔ مگر قربان جایئے اللہ عزوجل کی رحمت واحسان پر کہ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے و طفیل ہمیں ایسا طریقۂ عبادت عطا فرمایا جو تمام اُمتوں اور فرشتوں کی عبادات کو جامع ہے۔ دیگر مخلوقات پر یہ بھی واضح فرمادیا کہ حضرت انسان ہی کائنات میں سب سے افضل و اعلیٰ اور اللہ جل مجدہ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ تبھی اسے اس بلندی تک پہنچایا جو کسی بھی مخلوق کے لیے آخری حد ہے۔ اس کے بعد مقام عبدیت ختم ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "گلستاں" میں کیا خوب فرمایا۔

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلّوا علیہ وآلہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب منظر کشی فرمائی ہے۔

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم

جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

جب کسی کو دولہا بنایا جاتا ہے تو اس کی طرف سے صدقہ اُتار کر غریبوں، محتاجوں کو دیا جاتا ہے۔ اس وقت خاندانی خدام بھی ہوتے ہیں، جو اُتار لینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ دنیاوی دولہا کے گھر والے روپیہ پیسہ کپڑا زر و جواہر وغیرہ دیتے ہیں مگر یہ عرشی و قدسی دولہا ہے جو سراپا نور تو ہے ہی بلکہ سبھی نوریوں کو اسی کے در سے نوری خیرات ملی ہے۔ لہٰذا ایسے دولہا کے اعزاز میں ان کا ربّ کریم کائنات میں جس پر فضل فرمائے اسے نوری کیوں نہ بنا دے گا۔ تبھی تو معاملہ یہ ہے کہ منگتوں کی صف میں شمس و قمر، نجوم و افلاک بھی نظر آتے ہیں۔

اُتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

خیال رہے کہ مانگنا اور بات ہے اور مانگنے پر مل جانا اور بات ہے۔ لیکن یہ بارگاہ ایسی نہیں کہ یہاں کا منگتا محروم رہ جائے۔ لہٰذا نوری خیرات خوب بانٹی گئی۔ منگتے ایسے روشن ہوئے کہ ابھی تک روشن ہیں بلکہ ان شاء اللہ قیامت تک روشن رہیں گے۔

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کا کمال ملاحظہ فرمایئے، سبھی جانتے ہیں کہ نہانے میں جو پانی گرتا ہے اس میں کثافت وگندگی ہوتی ہے، صفائی ونورانیت نہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وہ اور ہوں گے جن کا غسالہ میلا ہوتا ہوگا۔ میرے آقائے کریم ﷺ تو ایسے نور والے ہیں کہ ان کے غسالہ مبارک کی خیرات سے بزم انجم منور ہے۔ یہ حال تو جسم اقدس و انور کے اوپری اعضا کا ہے، آقا ﷺ کے تلوؤں کے دھوون کا عالم یہ ہے کہ۔

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ وروغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

فرشتوں نے دولہا بنایا، سواری کے لیے براق پیش کیا گیا، براق ایک چوپایہ تھا جس کا قد حمار سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ ایک قول کے مطابق لفظ براق برق سے بنا ہے۔ اس سواری کی رفتار بجلی کی طرح تھی، جہاں نگاہ پڑتی وہیں اگلا قدم پڑتا۔ اس سفر میں آقا ﷺ کی تیز گامی کی کیفیت اعلیٰ حضرت نے یوں بیان فرمائی ہے۔

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

خطبا حضرات واقعاتِ معراج میں ایک بے اصل روایت بیان کرتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ جب حضور اقدس سید عالم ﷺ عرشِ اعظم پر تشریف فرما ہوئے تو اس خیال سے نعلین مبارک اُتارنا چاہیں

کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ مقدس میں نعلین اُتارنے کا حکم ہوا تو مجھے عرشِ اعظم پر جانے کے لیے بدرجۂ اولیٰ اُتارنا چاہیے۔ یہ منظر دیکھ کر عرشِ اعظم ہلنے لگا۔ اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا: اے محبوب! آپ نعلین مبارک پہنے ہوئے ہی عرش پر تشریف فرما ہوں۔ وہ کلیم تھے، تم حبیب ہو۔ وہ اور تھے، تم اور ہو۔ لہٰذا آپ ﷺ نعلین پہنے ہوئے ہی عرش اعظم پر جلوہ افروز ہوئے۔

محترم حضرات! احادیث کی کسی بھی کتاب میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔یہ روایت ناخدا ترسوں کی خرافات میں سے ایک ہے۔بات صرف اتنی ہے کہ کسی روایت سے نہ تو آقا ﷺ کا سفر معراج میں نعلین شریف پہن کر جانا ثابت ہے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ آپ نعلین مبارک اُتار کر تشریف لے گئے۔لہٰذا عرش پر نہ تو بانعلین جانا ثابت ہے، نہ ہی بے نعلین۔ لہٰذا بغیر پختہ ثبوت حضور سید عالم ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب کرنے سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ۔حدیث پاک میں ہے:

عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» (بخاری شریف 1291)

سیدنا حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری طرف جھوٹ منسوب کرنا عام لوگوں سے متعلق جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے بلکہ جس نے میری جانب جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

لہٰذا ایسی روایتیں بیان کرنا کسی بھی طرح جائز نہیں۔ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے ثابت شدہ فضائل و مناقب خود بے حساب و بے شمار ہیں، انہیں رومی وسعدی، جامی و حافظ و عرفی شیرازی وقدسی و خسرو، رضا بریلوی ہی کیا بلکہ خود سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام سید الملائکہ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ تو من گڑھت روایتوں کی کیا ضرورت ہے؟ من گڑھت روایتیں تو اس کے لیے بیان کی جائیں جسے خود کوئی ذاتی فضیلت حاصل نہ ہو۔جبکہ یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ۔

الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو الْقَاسِمِ سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ اللَّخْمِيُّ الطَّبَرَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ نے اپنی کتاب المعجم الکبیر حدیث نمبر 7142 میں سیدنا حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے معراج کے سلسلے میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے۔ اس میں ہے کہ جب مسجد حرام شریف سے مجھے براق پر سوار کر کے لے چلے تو ایک ایسی جگہ سواری روک کر نماز پڑھنے کو کہا جہاں کھجوروں کے درخت بہت زیادہ تھے۔ میں نے نماز پڑھی۔ جب اس جگہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا۔ یارسول اللہ ! آپ نے جہاں نماز پڑھی ہے اس جگہ کا نام یثرب اور طیبہ ہے۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ روشن چمکتی زمین پر پہنچے۔ حضرت جبرئیل کے کہنے پر وہاں اُتر کر نماز پڑھی۔ انہوں نے بتایا کہ اس علاقے کو مدین کہتے ہیں اور جس درخت کے قریب آپ نے نماز پڑھی ہے، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا درخت ہے. پھر وہاں سے جب آگے بڑھے، ایک جگہ نماز پڑھنے کو کہا گیا۔ میں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد بتایا کہ یہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش بیت لحم ہے۔ پھر بیت المقدس پہنچے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حدیث کافی طویل ہے، میں نے مختصر بیان کی ہے۔ اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک آقا ﷺ نے کئی جگہ نماز ادا فرمائی ۔ مدینہ طیبہ، جسے آپ ﷺ کی ہجرت گاہ اور جہاں مزار مبارک بننا تھا، اس کے علاوہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت رکھنے والے درخت کے قریب جسے اللہ عزوجل نے اپنی خصوصی تجلی سے سرفراز فرمایا. تیسری بیت لحم میں جو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت ہے۔

لہٰذا سمجھ میں یہ آیا کہ جس جگہ اللہ عزوجل کی کسی خاص نعمت کا ظہور ہوا ہو اس جگہ عبادت کرنا اللہ جل مجدہ کو پسند ہے۔ مگر نہ جانے کیوں کچھ لوگ آج اولیا وانبیا، شہدا وصالحین کی یادگاروں، ان کے مزاروں کو اسلام کی حمایت کا نام دے کر مٹانا چاہتے ہیں۔ اللہ جل مجدہ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

جب حضور سید عالم ﷺ مسجد اقصیٰ تشریف فرما ہوئے تمام انبیاے کرام علیہم السلام تشریف فرما تھے۔ سیدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امامت فرمانے کی گزارش کی۔ حضور اقدس ﷺ نے تمام انبیا کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ اس کی منظر کشی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہو معنائے اوّل آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

اور راقم السطور احقر محمد اکبر علی نے یوں ترجمانی کی۔

شب معرج اقصیٰ میں امامت سے ہوا ظاہر

امام قدسیاں تم ہو امام مرسلاں تم ہو

اس قدر تیز رفتار کے باوجود شعور و آگہی کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» (سنن النسائی 1634)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مزار کے قریب سے گزر ہوا تو میں نے انہیں اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھتے دیکھا۔

جب انسان سفر کرتا ہے تو جس قدر سواری تیز ہو گی، چیزیں اسی قدر تیزی کے ساتھ پیچھے بھاگتی محسوس ہوتی ہیں۔ سائیکل، ٹریکٹر میں سفر کرنے والا اپنے قریب سے گزرنے والے کو پہچان لیتا ہے لیکن موٹر سائیکل، بس کار کا مسافر اس قدر خوبی سے نہیں پہچان سکتا۔ لیکن اگر ہوائی جہاز یا بہت تیز ٹرین یا کار کا سفر ہو تو نہیں پہچان پاتا۔ اگر ایسی سواری ہو جو بجلی کی رفتار سے چلتی ہو تو اس میں بیٹھنے والا اپنے قریب سے گزرنے والی اشیا کو کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن قربان جائیے حضور اقدس ﷺ کی قوتِ بصارت و بصیرت اور شعور و آگہی پر کہ براق پر سوار ہیں، راستے میں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مزار مبارک کے قریب سے گزرتے ہیں تو نہ

صرف یہ کہ انہیں پہچان لیتے ہیں بلکہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ صرف یہی نہیں سرسری طور پر ملاحظہ فرمایاہو بلکہ اس قدر عمدگی واطمینان سے دیکھا کہ جسم و چہرۂ اقدس کے خدوخال بھی بیان فرما دیئے۔ واپسی میں ایک قافلہ جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مکہ کی جانب سفر کررہا تھا اس کے مسافروں کو بھی پہچانا، گم شدہ اونٹ کا پتہ بھی بتادیا۔ مزید یہ بھی فرمادیا کہ وہ قافلہ مکہ مکرمہ کب پہنچے گا۔ حدیث پاک سماعت فرمایئے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي: " رَأَيْتُ مُوسَى: وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى، فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ، وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ: فِي أَحَدِهِمَا لَ يَنٌ وَفِي الآخَرِ خَمْرٌ، فَقَالَ: اشْرَبْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّ يَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيلَ: أَخَذْتَ الفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ "(بخاری شریف3394)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضوراقدس سیدعالم ﷺ نے شب معراج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوہ کے ایک فرد ہوں۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ وہ میانہ قد اور نہایت سرخ وسفید رنگ والے تھے۔ ان کے چہرے بشرے سے ایسی تازگی ٹپکتی تھی جیسے ابھی ابھی غسل خانہ سے نکلے ہوں۔ اور میں خود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر دو برتن مجھے پیش کیے گئے، ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرا شراب سے بھرا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان دونوں برتنوں میں سے جسے پسند فرمائیں اسے نوش فرمالیں۔ میں نے شراب کے مقابلے دودھ کو اختیار فرماکر پی لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ دودھ اختیار فرماکر آپ نے فطرت اختیار فرمائی ہے۔ اگر شراب پی ہوتی تو آپ کی اُمت گمراہ ہوجاتی۔

آسمانوں میں حضور اقدس ﷺ کی حضراتِ انبیا کرام علیٰ نبیناو علیہم السلام کی زیارت ہوئی اور ملاقات بھی۔ان حضرات کی ہم گنہگاروں کے لیے ان کرم نوازیاں بھی یادگار ہیں. سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ، خصوصاً آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیں کم کروانے کی ترغیب دینے کا واقعہ تو بہت سنتے ہیں لیکن سیدنا حضرت ابراہیم علیٰ نبیناو علیہ السلام کا کرم بھی ملاحظہ فرمالیں۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ» (ترمذی شریف3462)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس رات مجھے معراج کرائی گئی اسی رات سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: اے (حضور سید عالم) محمد (ﷺ) اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور انہیں بتادینا کہ جنت کی مٹی بہت ہی زرخیز ہے، اس کا پانی بھی بہت میٹھا ہے لیکن وہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کی باغبانی سبحان اللہ، الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا ہے۔ (یعنی جس قدر ان کلماتِ طیبات کا وِرد کروگے اسی قدر اس میں درخت کھڑے ہوتے جائیں گے)۔

خطبے میں جس آیت کی ہم نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ جل مجدہ نے "اسری بعبدہٖ" کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔ عربی قواعد (گرامر) کے اعتبار سے یہ لفظ باب افعال سے ماضی کا صیغہ ہے، جس کی نمایاں خاصیت متعدی ہونا ہے۔ جس کا سیدھا سا مفہوم یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ خود نہیں گئے بلکہ لے جائے گئے ہیں۔ خود جانے اور لے جائے جانے کے فرق کو اس طرح سمجھیے۔ کوئی شخص اپنے محبوب ، بادشاہ یا کسی سے بھی ملاقات کی کوشش کرتا ہے مگر عرصۂ دراز گزر جانے کے باوجود وصال و زیارت نصیب نہ ہوئی، یا دربار تک رسائی حاصل نہیں ہو پائی۔ اگرچہ ایک ایک منزل روز اسی جانب بڑھتا جارہا ہے لیکن ہزاروں منزلوں کی دوری اور خود کمزور ہونے کی وجہ سے ابھی قریب بھی نہیں پہنچا۔ اپنی رفتار اور باقی ماندہ عمر کو دیکھتے ہوئے یقین بھی نہیں کہ اسی

رفتار سے چل کر دیارِ محبوب تک پہنچ سکوں گا، ناامید سا ہو جاتا ہے۔ تبھی محبوب یا بادشاہ کی نگاہِ عنایت ہوتی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ میرا عاشق اگر اپنی قوت سے سفر کرے گا تو مجھ تک پہنچنا ناممکن ہے۔ لہٰذا ازراہِ کرم ساری رکاوٹیں، قواعد و آداب ختم کر کے اپنی قدرتِ کاملہ سے خدّام کو ایسی سواری دے کر بھیج دیتا ہے جو سواری برسوں کا سفر لمحوں میں طے کر لیتی ہے، لہٰذا فوراً ہی اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے۔ امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا

تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلّٰی کے سلسلے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ھو میں اُبھرا

دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیئے تھے

جب اللہ عزوجل نے فضل فرمایا تو مدتوں کی مسافت ایک پل میں طے ہو گئی۔ کس مقام تک پہنچے کسی کو نہیں معلوم۔

اُٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے

وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے، ارے تھے

۱۹۹۴ء کی بات ہے۔ حضور احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کانپور میں عتیق برکاتی کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ زیارت کو حاضر ہوا، اتفاق سے وہ ۲۶، رجب المرجب کی تاریخ تھی۔ دست بوسی کے بعد بیٹھا۔ حضرت قصیدۂ معراجیہ کی اس قدر پیارے انداز میں شرح فرما رہے تھے جو صرف انہیں کا حصہ تھا۔ اس شعر کی تشریح میں غالباً یہ مفہوم بیان فرمایا۔ اعلیٰ حضرت نے "ارے تھے" کہہ کر ایمان وعقیدہ بچا لیا۔ کیونکہ جب یہ کہا کہ "نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے" تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کا وجودِ مبارک ہی نہ رہا تھا تو آخر کہاں گیا تھا؟ ہوا کیا تھا؟ کیا معاذاللہ تعالیٰ، خدا ہو گیا تھا؟ تو فرمایا کہ نہیں "ارے تھے" یعنی ان کی عبدیت کا وجود باقی تھا، عبد عبدیت کی منزل میں ہی تھا۔ جیسے پہلے اللہ عزوجل کے

بندے تھے، ویسے ہی ابھی بھی ہیں۔ لیکن بات اتنی ہے کہ عبدیت اپنے ممکنہ عروج کی آخری حد کو پہنچ چکی تھی۔ مخلوق کی نظروں سے ایسے پوشیدہ ہوئے گویا ہیں ہی نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تجلیِ مولیٰ تعالیٰ:

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ-قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ-قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ-فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا-فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (143الاعراف)

اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا۔ عرض کی اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا۔ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ تو عن قریب تو مجھے دیکھ لے گا۔ پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا، اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ پھر جب ہوش آیا بولا۔ پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (کنز الایمان)

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کی "رب ارنی" الٰہی مجھے اپنا جلوہ دکھا دے۔ "قال لن ترانی" ارشاد ہوا تمہیں میرا جلوہ دیکھنے کی تاب نہیں۔ جب اصرار ہوا تو صفت کی تجلی کی ایک جھلک پہاڑ پر ظاہر فرمائی، جس کی ہیبت سے پہاڑ پاش پاش ہو گیا۔ اور خود حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی۔ لیکن جب معاملہ اپنے محبوب حضور سید عالم محمد مصطفے ﷺ کا آیا تو لامکاں بلا کر دیدار و کلام اور انعامات سبھی سے مشرف فرما دیا۔ امام اہلِ سنت نے کیا خوب فرمایا ؎

تبارک اللہ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام منازلِ سلوک میں ہیں اور ہمارے آقا ﷺ کو جذب نے ایک پل میں پہنچا دیا۔ ہم زندگی بھر سجدے میں سر رکھے، سبحان ربی الاعلیٰ، کہتے رہیں لیکن کسی کو ہماری فکر نہ ہو گی۔ بلکہ

ہمیں ریاکار اور نہ جانے کیا کیا کہا جائے گا۔ لیکن جس دن ایک مرتبہ بھی اللہ جل مجدہٗ فرمادے گا کہ یہ میرا بندہ ہے، جن و انس کی بات ہی کیا، ملائکہ بھی ہماری قسمت پر رشک کرنے لگیں گے۔ یقیناً جو خدا کا ہو جاتا ہے، کائنات اس کی ہو جاتی ہے۔

جب کوئی کسی بڑی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اس بادشاہ یا سردار کے پسندیدہ طریقے پر اسے سلام وتحیت پیش کرتا ہے۔ جب بارگاہِ خداوندی میں نبی کریم ﷺ کی حاضر ہوئی، تو اللہ عزوجل کو سلام کیا نہیں جاسکتا کیونکہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا مفہوم ہے کہ اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے اور آپ پر اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کائنات کو پیدا کرنے، برقرار رکھنے اور فنا کرنے کی والا وہی ہے۔ سبھی اسی کی عطا سے سلامت ہیں، اسے کسی کی سلامتی کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آقا ﷺ نے عرض کی التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات۔ یعنی ہر قسم کی بدنی عبادت، قولی عبادت اور مالی عبادت سبھی اللہ عزوجل کے لیے ہی ہیں۔ حضور سیدعالم ﷺ کی تحیت کے جواب میں اللہ عزوجل نے فرمایا: السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے نبی آپ پر سلامتی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ جب آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا یہ احسان ملاحظہ فرمایا تو اس خوشی کے وقت بھی اپنی اُمت کو یاد رکھا۔ اور عرض کی السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین۔ یعنی اللہ جل مجدہ کی یہ عنایتیں، رحمتیں وبرکتیں صرف مجھ پر ہی نہیں بلکہ ہمارے ساتھ تمام نیک بندے بھی اس سلامتی وبرکت میں شامل ہو جائیں۔ ملائکہ نے اللہ جل شانہ کی جناب سے جب یہ عنایتیں، نوازشیں حضور اقدس ﷺ پر دیکھیں، تو ہر ایک وحدانیت و رسالت کی گواہی دیتے ہوئے بول اٹھا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وأشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ۔

(ماخوذ از۔ سرورالقلوب حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں رضی اللہ عنہ والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مقام غور ہے کہ اللہ عزوجل کے مقدس رسول ﷺ ہم گنہگاروں سے کس قدر محبت فرماتے ہیں۔ جب ولادت مبارکہ ہوئی تھی اُس وقت بھی لبہائے مبارکہ پر رب ھب لی امتی جاری تھا۔ جب معراج میں اپنے رب کی نعمتوں سے مشرف ہوئے تب بھی ان نعمتوں میں شامل فرمالیا۔ وصال فرمانے کے بعد لحد مبارکہ

میں بھی رب ھب لی امتی ،زبانِ اقدس پر جاری تھا۔ حشر میں صراط پر بھی ہماری سلامتی کی دعا فرمائیں گے۔

(ماخوذ از۔ فتاوی رضویہ جلد،۳۰)

تبھی تو راقم السطور احقر محمد اکبر علی نے یوں کہا۔

لحد میں بھی نہیں بھولے مہد میں بھی نہیں بھولے

کہے جو اُمتی رب سے پہنچ کر لا مکاں تم ہو

آیت کریمہ میں لفظ اسریٰ کے بعد "بعبدہ" فرمایا۔ یعنی اپنی بندے کو لے گیا۔ خیال رہے کہ عبد یعنی بندہ ہونا اور بات ہے لیکن "عبدہ" یعنی اس کا بندہ ہونا اور بات ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے اسی فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر ایں سراپا انتظار او سراپا منتظر

قرآنِ مقدس میں اللہ جل مجدہ نے کئی جگہ نبی کریم ﷺ کی عبدیت کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا۔ (الاسراء ، 1)

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اُتاری اور اس میں اصلا (بالکل) کجی نہ رکھی۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ۔ (الزمر ۳۶)

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔ (1الفرقان)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہے۔

لوح و قلم، عرش و کرسی، جنت ودوزخ وغیرہ میں اپنے ربّ کریم کے قہر وغضب اور رحمت واحسان بے شمار تعجب خیز مناظر ملاحظہ فرمائے۔ انہیں میں ایک یہ بھی ہے --جس سے دینی بھائیوں کو قرضِ حسنہ دینے کی رغبت پیدا ہوتی ہے،اس کے فوائد کا علم ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ"

(سنن ابن ماجہ باب القرض2431)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضورآقا ﷺ نے فرمایا:شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر لکھاہوا دیکھاکہ صدقہ کرنے کا ثواب دس گنا ملے گاجبکہ قرض دینے کا اٹھارہ گنا۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھاکہ قرض صدقہ سے افضل کیسے ہوا؟ توانہوں نے جواب دیاکہ مانگنے والا کبھی مالدار ہونے کے باوجود مانگتاہے۔اور قرض خواہ اس وقت تک قرض نہیں مانگتاجب تک کہ اسے واقعی ضرورت نہ ہو۔

اور درج ذیل حدیث پاک سے مسلمانوں کی عیب جوئی، غیبت اور ان کی بے عزتی و پردہ دری کرنے کی قباحت و وبال کابیان ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ،فَقُلْتُ:مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ، قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ۔ (سنن ابی داود باب فی الغیبۃ4878)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایاجب مجھے معراج کرائی گئی تومیرا گزر ایسے لوگوں پرسے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے،اور وہ ان سے اپنے منھ اورسینے نوچ

رہے تھے۔میں نے پوچھا:جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے(یعنی غیبت کرتے) اور ان کی بے عزتی کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ اپنی قوم کی فطرت سے بخوبی واقف تھے، اسی وجہ سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میری قوم واقعۂ معراج کی تصدیق نہ کرے گی۔لیکن حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بھی حضور اقدس ﷺ کے جاں نثاروں کی دلی کیفیت بخوبی جانتے تھے، اسی وجہ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کوئی کرے نہ کرے لیکن ابو بکر اس میں ضرور آپ کی تصدیق کریں گے۔

قثنا أَبُو وَهْبٍ، مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي» ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: بَلَى، يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

(فضائل الصحابۃ لاحمدبن حنبل116)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ:«إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي» ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ، وَهُوَ الصِّدِّيقُ۔ (المعجم الاوسط7173)

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مشہورزمانہ تصنیف "فضائل صحابہ" میں ابو وہب جو کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں اور الحافظ الامام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب "المعجم الاوسط" میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام سے معراج کی رات فرمایا: میری قوم میرے واقعۂ معراج کی تصدیق نہ کرے گی۔سیدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی لیکن ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ، مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ فِيهَا اسْمِي:مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ مِنْ خَلْفِي۔ (المعجم الاوسط، باب من اسمہ احمد 2092)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات جب مجھے آسمانوں میں لے جایا گیا، تو جس آسمان پر بھی میرا گزر ہوا میں نے اس میں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق (مِن خلفی) میرے خلفا میں سے ہے، لکھا دیکھا۔

ان احادیث طیبہ سے واضح ہے کہ اللہ عزوجل اوراس کے مقدس سول ﷺ کی بار گاہوں میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر بلند مقام حاصل ہے۔

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الحِجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ المَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ» (بخاری شریف 4710)

حضرت سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب قریش نے مجھے واقعۂ معراج کے سلسلے میں جھٹلایا تو مسجد حرام شریف میں میں مقام حجر میں کھڑا تھا اور اللہ عزوجل نے مکمل بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا تھا، تو میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کا نقشہ کفارِ قریش کو بتاتا جاتا تھا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث نمبر (۳۱۷۰۰) میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی، اس کی صبح کو تنہا غمگین اس فکر میں بیٹھا تھا کہ واقعۂ معراج کی تصدیق میری قوم نہ کرے گی، یقیناً مجھے جھٹلایا جائے گا۔ ابو جہل میرے قریب سے گزرا۔ مجھے غمگین دیکھ کر پاس بیٹھتے ہوئے مذاقیہ انداز میں بولا: کیا کوئی نئی بات ہو گئی ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ اُس نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ اُس نے کہا کہاں تک؟ میں نے کہا بیت المقدس تک (یعنی زمین میں)۔ اس نے کہا اور صبح آپ اپنے شہر میں ہی تھے؟ میں نے کہا، ہاں۔ ابو جہل نے خیال کیا کہ یہ بات میرے سامنے کہہ رہے ہیں لیکن قوم کے سامنے نہ کہیں گے۔ اسی وجہ سے اس نے کہا۔ اگر میں شہر کے لوگوں کو جمع کروں تو کیا ان کے سامنے بھی آپ یہی بات کہہ دیں گے؟ میں نے کہا ہاں کہہ دوں گا۔

ابو جہل نے بہت سے لوگوں کو جمع کر لیا پھر کہا۔ اب آپ وہی بات کہہ دیجیے جو ابھی مجھے بتائی ہے۔ میں نے کہا مجھے آج رات اللہ عزوجل نے سیر کرائی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہاں تک؟ میں نے کہا بیت المقدس تک۔ لوگوں نے کہا اور صبح ہونے سے پہلے آپ مکہ میں ہی موجود تھے۔ میں نے کہا: ہاں، اتنا سنتے ہی میری تکذیب کرتے ہوئے تعجب سے کسی نے ران میں ہاتھ مارا، تو کسی نے سر پیٹ لیا۔ پھر بولے کیا بیت المقدس کا نقشہ بیان کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، بیان کر دوں گا۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بیت المقدس جا کر دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے ایک ایک تعمیرات کے متعلق سوال کرنا شروع کیے، میں بالکل درست جواب دیتا جاتا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے کچھ شبہ سا ہوا۔ تبھی اللہ رب العزت نے بیت المقدس میرے سامنے اس طرح کر دیا کہ میں اسے دیکھ دیکھ کر بتاتا گیا۔ آخر سبھی نے کہا اللہ رب العزت کی قسم! نشانیاں تو انہوں نے بالکل درست بیان کی ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۔)

احباب گرامی! یہ ہے ذکر معراجِ مصطفیٰ ﷺ۔ جب یہ رات میسر ہو تو آپ بھی اپنے پیارے آقا و مولیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خوب خوب عبادت کریں اور اپنے مالک و مولیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

بیان کرنے میں جانے انجانے میں جو خطائیں ہوئی ہیں، اللہ عزوجل معاف فرمائے۔استغفراللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ،اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نوٹ: آنے والے جمعہ کا خطبہ فضائل ماہ شعبان پر ہو گا۔ان شاء اللہ